قصص قرآن

حضرت نوح علیہ السلام

پانچویں قسط

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ
قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ
اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

ترجمہ:۔ ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس (پیغمبر بنا کر) بھیجا کہ قبل اس کے کہ ان کی قوم پر درد ناک عذاب آئے ان کو اس سے ڈراؤ تو نوح (اپنی قوم سے) کہنے لگے کہ اے میری قوم میں تمہیں صاف صاف ڈراتا (اور سمجھاتا) ہوں کہ تم لوگ خدا کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

(سورہ نوح آیت ۱ تا ۳)

حضرت نوح[ع] کی قوم والے عرصہ دراز سے بتوں کی پرستش کررہے تھے اور انہیں خدائی کا درجہ دیتے ہوئے خیر و سعادت کی امید بھی انہیں سے لگا رکھی تھی ۔ مصائب و آلام سے نجات حاصل کرنے کیلئے وہ لوگ انہیں بتوں کے سایہ میں پناہ لیتے تھے اور انہیں مختلف ناموں سے پکارتے تھے ۔ وہ لوگ ان بتوں کو کبھی ود و سواع اور کبھی یعوق و نسر کہا کرتے تھے ۔ خداوند عالم نے حضرت نوح[ع] کو ان لوگوں کے درمیان اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ حضرت نوح[ع] ایک فصیح و خوش کلام اور عقلمند و برد بار انسان تھے خداوند عالم نے انہیں جدوجہد ، احتجاج اور دشمن کو مطمئن کر دینے کی صلاحیت عطا کی تھی حضرت نوح[ع] نے ان لوگوں کو خداوند عالم کیطرف آنے کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے کوئی توجہ نہ دی ۔ انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا لیکن اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اجر و ثواب کی طرف ترغیب کی لیکن ان کی سرکشی جاری رہی اور حضرت نوح[ع] کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی لیکن حضرت نوح[ع] صبر و تحمل و بردباری کیساتھ ان کی ہدایت و رہنمائی میں لگے رہے ۔ اپنے شیریں کلام و دلکش بیانات سے لوگوں کو حق کی دعوت دیتے رہے اور مایوسی و

RAZA LIBRARY
RAMPUR U.P.

ناامیدی کو اپنے دل کے قریب نہیں آنے دیا۔ وہ ہر ممکن طور پر تبلیغ و رسالت کی راہ میں کوشش کرتے رہے دن ، رات ، وقتاً فوقتاً اور خفیہ و اعلانیہ انداز میں انہوں نے لوگوں کو حق کی دعوت دی اور انہیں اسرار کائنات اور عجائب آفرینش کی طرف متوجہ کرتے رہے ۔ صرف یہی نہیں بلکہ انہیں یہ باور کراتے رہے کہ یہ تاریک رات ، یہ وسیع آسمان ، یہ ماہ تاباں ، یہ آفتاب عالم تاب ، یہ زمین اور اس پر جاری ندیاں ، یہ نباتات اور ان کے پھل وغیرہ اپنی فصیح و واضح اور روشن و مدلل زبان سے خدای وحدہ لاشریک اور اس کی لامحدود و حیرت انگیز قدرت کی داستان سنا رہے ہیں ۔

حضرت نوح(ع) نے اسی انداز میں واضح دلائل کے ساتھ اپنی تبلیغی جدوجہد کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ کچھ لوگ ان پر ایمان لے آئے ۔ ان کی دعوت حق کو قبول کرتے ہوئے ان کی رسالت کی تصدیق کردی لیکن وہ سیاہ قلب لوگ جو ذاتی نجاست و شقاوت کے حامل تھے اور اشراف و بزرگان قوم کا درجہ رکھتے تھے ، حضرت نوح(ع)

> نوح (ع) وہ اولوالعزم پیغمبر تھے جس نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کے درمیان زندگی بسر کی اور ان کی اذیت کے مقابلے میں صبر و بردباری سے کام لیا۔

کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور مجموعی اعتبار سے ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے ۔ ان کے خلاف مظاہروں کا بازار گرم کر دیا ، ان کا اعلانیہ مزاق اڑایا اور ان پر مختلف النوع الزامات کی بھرمار کر دی ۔

ان لوگوں نے حضرت نوح(ع) سے کہا :تم ہملوگوں جیسے انسان کے علاوہ کچھ نہیں ہو بلکہ ہملوگوں میں سے ایک ہو۔ اگر خداوند عالم تمہیں پیغمبر بنانا چاہتا تھا تو وہ ایک فرشتہ بھیج دیتا تو ہملوگ اس کی طرف ضرور متوجہ ہوتے اور اس کی دعوت کو قبول کر لیتے ۔ اس کے علاوہ یہ ذلیل و اوباش اور نچلے طبقے کے حقیر و بے حیثیت لوگ کون ہیں جنھوں نے بغیر سوچے سمجھے تمہاری دعوت کو قبول کرلیا ہے ؟ اگر تمہارا دین سعادت و نیکی کا حامل ہوتا تو یہ پسماندہ و مفلوک الحال لوگ تمہاری دعوت کو قبول کرنے میں ہملوگوں پر سبقت نہیں حاصل کرسکتے تھے ۔ اگر تمہاری بات حقیقت پر مبنی ہوتی تو ہم جیسے عقلمند و ہوشیار و دانشور لوگوں کو سب سے پہلے تمہارے اوپر ایمان لانا چاہئے تھا اور تمہاری پیروی اختیار کر لینی چاہئے تھی ۔

اس کے بعد حضرت نوح(ع) کی قوم نے غیر معمولی مخالفت و عداوت کی راہ اختیار کرلی اور اس کی معاندانہ سرگرمیوں میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ان لوگوں نے حضرت نوح(ع) کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے نوح ! ہملوگ تمہیں اور تمہارے اصحاب کو اپنے سے ذیادہ صاحب فضیلت و امتیاز نہیں پاتے ہیں اور عقل و دانش دانشوری و دوراندیشی ، اور مصلحت اندیشی و معاملہ فہمی کے میدان

میں بھی تملوگوں کو اپنے سے بہتر نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ہملوگوں کا اعتقاد و ایمان یہ ہے کہ تم لوگ جھوٹے ہو اور غلط بیانی سے کام لیتے ہو ۔۔

ان لوگوں کی بیہودہ گوئی کا حضرت نوح(ع) پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ وہ غیر معمولی صبر و ثبات قدم کے ساتھ اپنی راہ پر گامزن رہے ، ان لوگوں کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اگرچہ میں اپنے دعوے کی تصدیق کیلئے واضح دلیل ، روشن علامات کا حامل اور پروردگار کے فضل وکرم سے مالامال ہوں لیکن چونکہ تمہاری حق بیں آنکھ اندھی ہوچکی ہے اور حقیقت تم سے پوشیدہ ہے اس وجہ سے تم چمکتے سورج کو اپنے ہاتھ سے چھپا دینا چاہتے ہو۔ کیا ایسی صورت میں میں تملوگوں کو راہ حق کی ہدایت اور ایمان لانے پر آمادہ کرسکتا ہوں ۔۔ ؟!

ان لوگوں نے کہا اے نوح ! اگر تم ہملوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے خواہاں ہو اور یہ چاہتے ہو کہ ہملوگ تمہاری مدد کریں تو پھر ان نچلے طبقے کے لوگوں کو جو تم پر ایمان لاچکے ہیں ، اپنے قریب سے ہٹا دو۔ کیونکہ ہملوگ ان حقیر و بے سروسامان لوگوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے ہیں اور انہیں اپنا ہم عقیدہ نہیں تسلیم کرسکتے ہیں ۔ آخر ہملوگ ایسے مذہب کو کیسے قبول کر سکتے ہیں جس کی نظر میں چھوٹے بڑے اور امیر و غریب سب برابر ہوں اور جو بادشاہ و فقیر کو یکساں شمار کرتا ہے ۔۔ ؟

حضرت نوح(ع) نے کہا ہماری دعوت وہ فیض ہے جو تم سبھی لوگوں کیلئے ہے ۔ تملوگوں میں سے نادان و دانشمند ، مشہور و نامعروف ، دولتمند و فقیر اور حاکم و رعایہ سبھی لوگ اس مذہب کی نظر میں مساوی حیثیت کے حامل ہیں ۔ اگر میں تملوگوں کی درخواست قبول کرلوں اور تمہاری خاطر ان لوگوں کو دور بھگادوں تو پھر میں اپنی دعوت کی تبلیغ و اشاعت اور اپنی رسالت کی تائید کیلئے کس پر اعتماد کروں ۔ اس کے علاوہ میں ایسے لوگوں کو اپنے پاس سے کیسے بھگادوں جنھوں نے میری بھرپور مدد کی جبکہ تملوگوں نے مجھے ذلیل و رسوا کر رکھا تھا، ان لوگوں نے میری بات کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دی جبکہ تملوگوں کی طرف سے انکار و اذیت کے علاوہ کچھ نہیں ملا ۔ اور یہ لوگ ہمیشہ مذہب کے طرفدار اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دینے والے تھے ۔ اسوقت اگر میں ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگادوں اور یہ لوگ خداوند عالم کی بارگاہ میں میری شکایت کریں اور یہ کہیں کہ میں نے ان کی نیکی کے جواب میں ان کے ساتھ یہ بدسلوکی کی ہے تو میں بارگاہ خداوندی میں کیا جواب دوں گا ؟ پس جان لو کہ تملوگ نادان و ناسمجھ ہو۔

جب حضرت نوح(ع) اور ان کی قوم کے درمیان بحث و مباحثہ بڑھا اور اختلافات شدید ہوئے تو وہ لوگ نوح کی طرف سے مایوس ہوگئے اور ان کا دم گھٹنے لگا۔ آخر ان لوگوں نے حضرت نوح(ع) سے کہا اے نوح ! تم نے ہملوگوں سے بڑی بحث کی ۔ اب اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو تم جس عذاب کی دھمکی سنایا کرتے ہو اس کو عملی جامہ پہناؤ اور ہملوگوں

پر بلا نازل کرو۔

حضرت نوح(ع) نے تمسخر آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "تملوگ جہالت و نادانی میں اسراف کرتے ہو اور حماقت کے دریا میں غوطہ لگا رہے ہو آخر میں کون ہوں کہ تمہارے اوپر عذاب نازل کروں یا عذاب کو تم سے دور رکھوں۔ کیا میں تمہاری طرح ایک انسان کے علاوہ کچھ ہوں۔ مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے اور مجھ سے جو کہا گیا ہے اسے میں تملوگوں تک پہونچا دیتا ہوں۔ کبھی میں تملوگوں کو اجر و ثواب کی خوش خبری دیتا ہوں اور کبھی عذاب الٰہی سے خوفزدہ کرتا ہوں۔ اچھی طرح جان لو کہ سب کو خداوند عالم کی بارگاہ میں واپس جانا ہے۔ اگر خداوند عالم چاہے تو تمہاری ہدایت کرتا ہے اور اگر وہ چاہے تو تمہارے عذاب میں جلدی کرتا ہے اور اگر وہ چاہے تو تمہیں مہلت دیدیتا ہے تاکہ تمہارا عذاب اور بڑھ جائے اور تمہاری بدبختی میں اضافہ ہوجائے۔

خداوند عالم نے انبیاء علیہم السلام کو مصائب و مشکلات کے مقابلے میں غیر معمولی صبر و ثبات قدم کی طاقت سے مالامال کر رکھا ہے تاکہ وہ لوگوں تک اپنی رسالت کو بخوبی پہونچا سکیں۔ فقط اتنا ہی نہیں بلکہ امید اور خوش فہمی کے ذریعہ بھی ان کی تقویت کی ہے تاکہ تبلیغ رسالت کے بعد لوگوں پر حجت تمام ہو جائے اور کافروں کے لئے عذر کی کوئی گنجائش بھی نہ رہ جائے۔

نوح(ع) وہ اولوالعزم پیغمبر تھے جس نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کے درمیان زندگی بسر کی اور ان کی اذیت کے مقابلے میں صبر و بردباری سے کام لیا۔ ان لوگوں کے مسخرہ پن کو بھی برداشت کیا اور یہ امید لگائے رہے کہ شاید وقت کی رفتار کے ساتھ اس قوم کے دل میں ایمان کی روشنی پیدا ہو جائے لیکن افسوس کہ وقت گزرتا رہا اور ان لوگوں کی سرکشی مین اضافہ ہوتا چلا گیا اور وہ لوگ حق و حقیقت سے فرار اختیار کرتے رہے۔ آخر کار حضرت نوح(ع) کی امید کا رشتہ ٹوٹ گیا اور ان کے دل پر تاریکی و مایوسی چھاگئی اور انہوں نے خداوند عالم کی بارگاہ میں پناہ لی اور خداوند عالم سے اپنی قوم کی شکایت کرتے ہوئے اس سے مدد اور چارۂ کار کا مطالبہ کیا۔ خداوند عالم نے ان پر وحی نازل کی کہ "جو لوگ اب تک ایمان لاچکے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہ لائے گا۔ پس تم ان لوگوں کے اعمال سے غمگین مت ہو۔

حضرت نوح(ع) کو جب حقیقت کا علم ہوگیا اور وہ بخوبی سمجھ گئے کہ ان کی قوم کے لوگوں کا قلب سیاہ و تاریک ہوچکا ہے اور اب ان لوگوں پر دلیل و برہان کا کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے تو ان کا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا اور انہوں نے بارگاہ خداوندی میں یہ استدعا کی کہ "پالنے والے! روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دے۔ اگر تونے انہیں باقی رہنے دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے رہیں گے اور اس طرح فاجروں اور کافروں کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔